جذبۂ حب الوطنی پر مبنی ایک تاریخ ساز روئداد
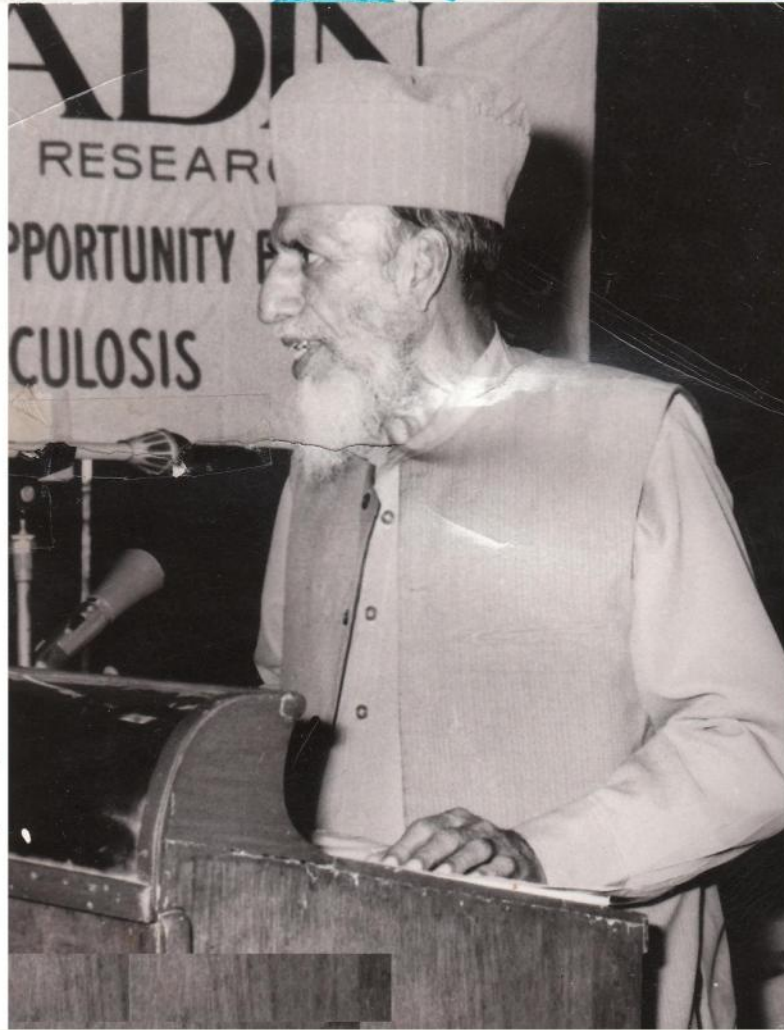
(میاں) ایس۔اے۔نعیم
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

بسلسلہ پاکستان گولڈن جوبلی ۱۹۹۷ء

میاں ایس اے نعیم
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
1-مزنگ روڈ' لاہور

منٹگمری سے ساہیوال

محترم قارئین:۔

زیرِ نظر اشاعت گولڈن جوبلی اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ساہیوال کی حد تک بے شمار حسین یادوں میں سے چند ایک کو محفوظ کرنے کی ایک کوشش ہے۔ مجھے آپ کو اس انقلابی تحریک کی جانب اشارہ کرنا ہے جس کے ذریعے اس ضلع کا نام منٹگمری سے دوبارہ ساہیوال ہوگیا۔

راقم الحروف نے گورنمنٹ کالج ساہیوال میں بی۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ اور بعد کی تعلیم پنجاب یونیورسٹی لاہور سے حاصل کی۔ ابتداء میں ساہیوال میں ہی وکالت کی۔ بعد میں محکمہ محنت پنجاب میں مختلف عہدوں پر تعنیات رہا۔ آپ دوبارہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کے طور پر کام شروع کر دیا ہے۔

ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال میں اس کی تجویز راقم الحروف کے برادر حقیقی مفتی ضیاء الحسن مرحوم نے پیش کی تھی۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ انگریزی اثر کو بتدریج زائل کیا جائے۔ اور اپنی مسلم اور علاقائی اقدار کو فروغ دیا جائے۔ ساہیوال کے لوگ ہمیشہ اپنے سینوں میں حوصلہ' برداشت اور زندگی میں توازن کی روایات پرورش کرتے رہے ہیں۔ اس امر کے باوجود کہ ان کے ہمسائے میں لاہور' ملتان اور فیصل آباد جیسے مرعوب کن اضلاع موجود ہیں۔ ساہیوال کے لوگوں نے اپنی انفرادیت کو ہمیشہ قائم رکھا اور اپنی شناخت کے نقوش زائل نہیں ہونے دیئے۔

اس تجویز کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اس وقت کے ڈپٹی کمشنر جناب مظفر قادر اور اس وقت کے وزیر بنیادی جمہوریت جناب میاں محمد یاسین خان وٹو نے اہم کردار ادا کیا اور جناب محمد موسیٰ خان گورنر نے اس تجویز کی پزیرائی فرمائی۔ اور جرائت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے منٹگمری کا نام ساہیوال میں تبدیل کر دیا۔ ساہیوال کے لوگ ہمیشہ ان کے اس کارنامہ پر گرویدہ رہیں گے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر انہی جذبات کے ساتھ یہ تاریخی بات میں

آپ تک پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور اس سلسلہ میں جناب مصطفیٰ اشرف صاحب نائب صدر اولڈ بوائز ایسوسی ایشن ۔گورنمنٹ کالج ساہیوال اور مفتی ضیاء الحسن مرحوم کے قریبی دوست چوہدری محمد اسماعیل صاحب (نوائے وقت)' ملک بنیامین صاحب۔ چوہدری رحمت علی صاحب اور دیگر سب احباب کا مشکور ہوں۔ جنہوں نے اس کتابچہ کے تیار کرنے میں میری مدد فرمائی۔

قرار داد

ڈسٹرکٹ کونسل منٹگمری کے اجلاس عام منعقدہ ۴ اگست ۱۹۶۶ء میں مفتی ضیاء الحسن صاحب نے مندرجہ ذیل قرار داد (نمبر ۷۸) پیش کی جسے اتفاق رائے سے تمام اراکین نے منظور کیا۔

"ضلع منٹگمری کا نام کسی غیر ملکی حکمران کے ساتھ نسبت پذیر ہے جو غیر ملکی تسلط و اقتدار کی ایسی یادگار ہے جسے آزادی اور حریت کی روح پرور فضا میں قائم نہیں رکھا جا سکتا لہٰذا منٹگمری کو اس کے سابقہ نام ساہیوال سے موسوم کیا جائے جس کے ساتھ اس کی قدیم اور عظیم روایات وابستہ ہیں نیز ضلع منٹگمری سے ان تمام یادگاروں کو ختم کر دیا جائے جو جہاد حریت ۱۸۵۷ء کے سرفروشانہ جذبات سے متصادم ہوں اور ان کی جگہ نامور مجاہدین کے زندہ جاوید کارناموں کو جگہ دی جائے جنہوں نے غیر ملکی اقتدار کے خاتمے کے لئے خدمات انجام دیں تاکہ وہ ہمیشہ قوم اور ملک کے لئے حیات افروز ہو سکیں۔"

اشرف قدسی صاحب نے "منٹگمری یا ساہیوال" کے عنوان سے پندرہ روزہ "فردا" جشن ساہیوال ایڈیشن میں جو تحریر مفتی ضیاء الحسن مرحوم ممبر ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال کی قرار داد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھی تھی' اس کے چند پیراگراف درج ذیل پیش کئے جا رہے ہیں۔

منٹگمری یا ساہیوال؟

ڈسٹرکٹ کونسل منٹگمری کے گذشتہ اجلاس میں ایک معزز رکن جناب مفتی ضیاء الحسن نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ایک تجویز پیش کی۔ "ضلع منٹگمری کا نام کسی غیر ملکی حکمران کے نام کے ساتھ
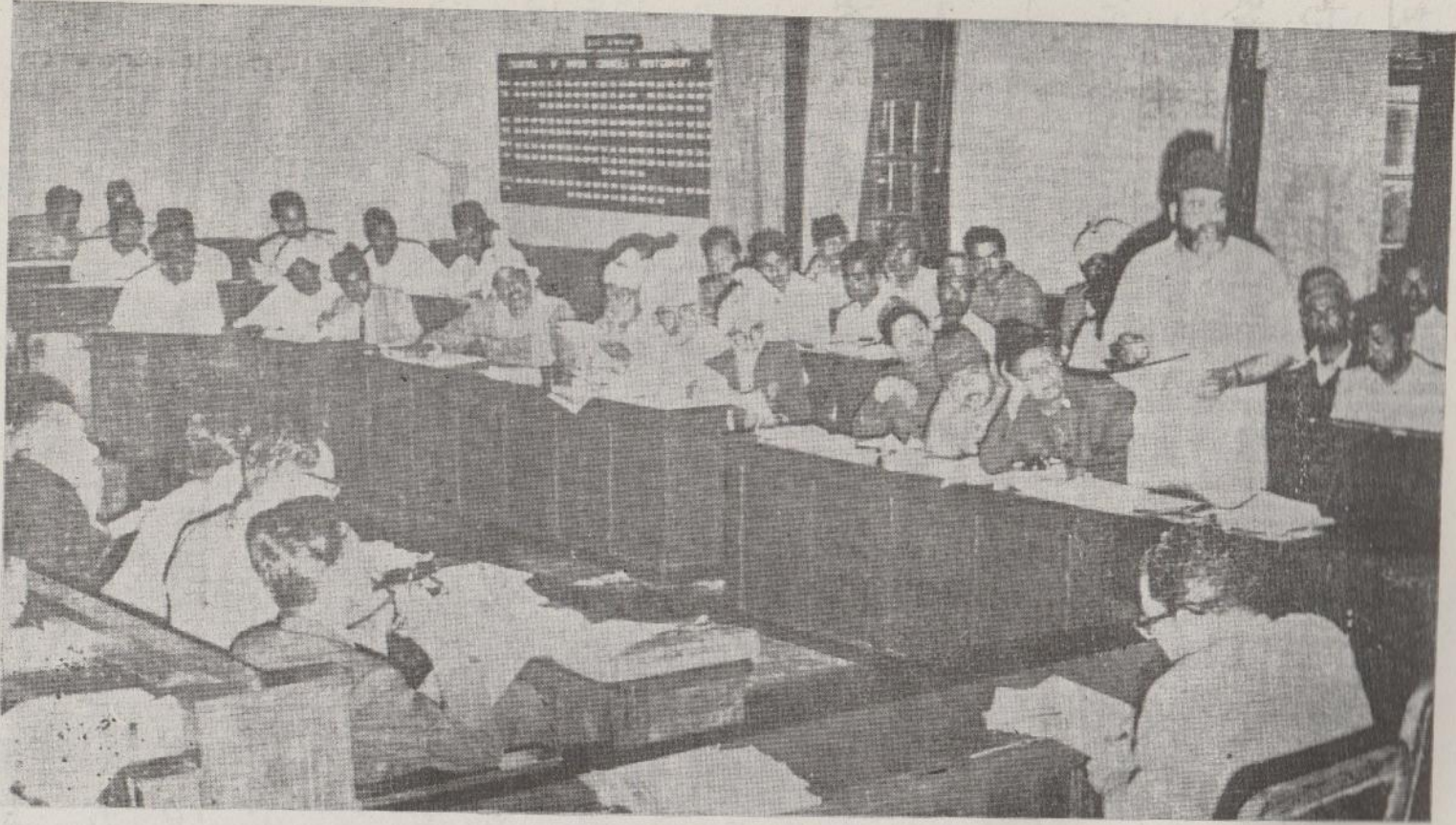
مفتی ضیاء الحسن ڈسٹرکٹ کونسل کے اجلاس میں منٹگمری کا نام تبدیل کرنے کے سلسلے میں تاریخی قرار داد پیش کر رہے ہیں ۔

مفتی ضیاء الحسن ڈسٹرکٹ کونسل کے اجلاس میں منٹگمری کا نام تبدیل کرنے کے سلسلے میں تاریخی قرار داد پیش کر رہے ھیں -

نسبت پذیر ہے جو غیر ملکی تسلط و اقتدار کی ایسی یادگار ہے جسے آزادی اور حریت کی روح پرور فضاء میں قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ لہٰذا منٹگمری کو اس کے سابقہ نام ساہیوال سے موسوم کیا جائے۔ جس کے ساتھ اس کی قدیم اور عظیم روایات وابستہ ہیں۔ نیز ضلع منٹگمری سے ان تمام یادگاروں کو ختم کر دیا جائے۔ جو جہاد حریت ۱۸۵۷ء کے سرفرشانہ جذبات سے متصادم ہوں اور ان کی جگہ نامور مجاہدین کے زندہ جاوید کارناموں کو جگہ دی جائے جنہوں نے غیر ملکی اقتدار کے خاتمے کے لئے خدمات انجام دیں تاکہ وہ ہمیشہ قوم اور ملک کے لئے حیات افروز ہو سکیں۔

اس تجویز کو ڈسٹرکٹ کونسل نے متفقہ طور پر منظور کرکے حکومت سے سفارش کی ہے کہ ضلع منٹگمری کا نام ساہیوال رکھ دیا جائے اور دور غلامی کی یادگاروں کو ختم کرکے حریت پسندوں کی یادگاریں قائم کی جائیں۔

یہ تجویز صرف معقول ہی نہیں بلکہ ایک اہم قومی تقاضے کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ آزاد قوم کے افراد غلامی کی ایسی تمام یادگاروں کو نیست و نابود کر دیا کرتے ہیں۔ پھر منٹگمری نام کے ساتھ ہماری کوئی قومی روایت موجود نہیں ساہیوال کا نام ہماری ثقافت کا آئینہ دار ہے اور قومی روایت کا مظہر ہے۔ منٹگمری کا نام اس وقت کے برطانوی حکمران لفٹیننٹ گورنر سر رابرٹ منٹگمری کے نام پر رکھا گیا تھا اس سے پہلے اس ضلع کا نام گوگیرہ تھا اور اب جس جگہ ضلع کچہری واقع ہے اس کے نواح میں ساہی قوم کی ایک مختصر آبادی تھی جسے ساہیوال کہتے تھے۔

جب ۱۸۵۷ء میں منٹگمری کے حریت پسندوں نے جنگ آزادی کے سلسلے میں گوگیرہ جیل کو توڑ دیا اور انگریزوں سے سخت مقابلہ کیا تو برطانوی حکومت کو ضلع کا امن و امان بحال کرنے کے لئے ضلع کچہری کو ایسے مقام پر تبدیل کرنے کا خیال آیا جہاں سے چاروں اطراف کا انتظام ہو سکے۔ ۱۸۶۴ء میں جب ریلوے لائن بنی تو ضلع گوگیرہ کا صدر مقام ساہیوال منتقل کرنے کی تجویز منظور ہوئی جسے ۱۸۶۵ء میں عملی جامہ پہنایا گیا اور اسی سال اس کا نام منٹگمری رکھ دیا گیا۔

منٹگمری کا نام ساہیوال تبدیل ہونے پر ساہیوال کے عظیم فرزند میاں محمد یاسین خان وٹو جو اس

وقت صوبائی وزیر بنیادی جمہوریت تھے' نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ہدیہ تبریک پیش کیا۔

ساہیوال کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے مجھے اس اعلان سے جس قدر مسرت ہوئی ہے اس کا اظہار الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا پھر اس صورت میں جب کہ یہ اعلان ایک ایسے عظیم انسان نے کیا جس نے وطن عزیز کے استحکام اور دفاع کے لئے ناقابل فراموش خدمات سر انجام دی ہیں۔ آزادی و حریت کے ایسے پاسبان کا یہ اقدام ساہیوال کے رہنے والوں کے لئے ہمیشہ مشعل راہ رہے گا اور وہ اپنی روایات کو ہمیشہ سر بلند رکھیں گے۔ مجھے صوبائی کابینہ کے ایک رکن کی حیثیت سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہے کہ ساہیوال کو اس کا پرانا نام واپس دلانے میں گورنر صاحب نے کسی قدر دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے صدر پاکستان سے اس سلسلے میں بات چیت کی اور پھر کابینہ کے اجلاس میں یہ مسئلہ پیش کیا۔ اس ضلع کے عوام مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ان کا یہ دیرینہ مطالبہ منظور کر لیا گیا ہے۔ میں اس موقع پر گورنر صاحب' ڈپٹی کمشنر ساہیوال' اور عوام کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب رئیس امروہی صاحب نے روز نامہ جنگ کی اشاعت ۱۸ نومبر ۱۹۶۶ء میں اپنا نقطہ نظر اس طرح بیان فرمایا :۔

ساہیوال

منٹگمری کا فرنگی نام وجۂ ننگ تھا
نام ساہیوال تھا اس خطہ مشہور کا
اب بہ فضل خالق اکبر عقیقہ کیجئے
جیکب آباد ایبٹ آباد اور لائل پور کا

منٹگمری کا نام ساہیوال میں تبدیل ہونے کے بعد یوم تشکر منایا گیا۔ سب سے بڑا اجتماع جامع مسجد عید گاہ ساہیوال میں منعقد ہوا۔ جس میں جناب مظفر قادر اور مفتی ضیاء الحسن مرحوم نے تقاریر کیں۔

مفتی ضیاء الحسن مرحوم نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے جناب مظفر قادر صاحب نے ہر مرحلہ پر موثر اقدام کئے۔ اور تمام حلقوں میں اس کی پذیرائی کے لئے مساعی فرمائیں۔ جس کے نتیجہ میں ساہیوال کا نام واپس مل گیا ہے۔ جس سے انہیں "ساہیوال" کی تاریخ میں شہرت دوام حاصل ہو گئی ہے۔ اختتام پر مفتی ضیاء الحسن مرحوم نے ایک قرار داد پیش کی جو متفقہ طور پر نعرہ ہائے تحسین کے درمیان منظور کی گئی۔ یہ قرار داد مندرجہ ذیل تھی :

"ساہیوال کا یہ اجتماع ساہیوال کے تاریخی نام کی واپسی پر گورنر مغربی پاکستان جناب محمد موسیٰ صاحب کا شکر گزار ہے۔ جنہوں نے اس مستحسن اقدام سے لاکھوں عوام کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

یہ اجتماع ان تمام اصحاب کی مساعی پر ممنون ہے جنہوں نے اس عظیم تحریک کا آغاز کیا۔ اس کو اپنایا اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مختلف مراحل میں موثر اقدام کئے۔

یہ اجتماع اعلان کرتا ہے کہ ساہیوال کے لوگ اپنے شاندار ماضی کی حریت افروز روایات روشن کرنے اور ملکی و ملی استحکام کے لئے سرگرم عمل رہیں گے اور نئے عزائم کے ساتھ ساہیوال کی تاریخی عظمت کو برقرار رکھیں گے۔"

راقم الحروف کے بھائی مفتی ضیاء الحسن مرحوم کی جو تحریر پندرہ روزہ "فردا" ساہیوال میں چھپی تھی۔ وہ قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے پیش کی جا رہی ہے۔

"منٹگمری سے ساہیوال تک"

منٹگمری، کالونی اضلاع میں زرعی لحاظ سے کافی اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن بیرونی دنیا میں منٹگمری کی شہرت میں جیل کا کافی حصہ ہے۔ سیاسی قیدیوں کو ایذا رسانی کے لئے یہاں بھیج دیا جاتا تھا۔ جس کے ساتھ داستانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ ملک و ملت کے جن ممتاز اکابرین نے برطانوی استعمار کے خلاف منٹگمری جیل کے مصائب برداشت کئے ہیں۔ ان میں حضرت مولانا ظفر علی خان سرفہرست

ہیں۔ آپ پہلی جنگ عظیم میں یہاں نظر بند رہے۔ ان ہی دنوں کا یہ شعر ہے۔ ع

منٹگمری میں بیٹھ کر کھینچی
میں نے دنیا کے حال کی تصویر

انہی ایام میں آپ کے صاحبزادے مولانا اختر علی مرحوم ملاقات کے لئے آئے۔ ان کے ہمراہ منصور علی خان بھی تھے۔ جو طفولیت کے دور سے گزر رہے تھے۔ حضرت مولانا نے ارتجالاً ارشاد فرمایا۔ ع

مجھ سے ملنے کے لئے زنداں میں منصور آگیا
تھیں ترستی جس کو آنکھیں چشم بدور آگیا
اس سیاہ خانہ میں تم کیوں جان بابا آگئے!
میں تو ہو کر اپنی قسمت سے مجبور آگیا

○ "دنیا میں دوزخ" یا سیاہ خانہ منٹگمری جیل ہی کے لئے واضع کئے گئے تھے۔

جہاں تک منٹگمری کے نام کا تعلق ہے۔ میں غیر شعوری طور پر اس سے مانوس نہ ہو سکا۔ جس میں جیل کے تصورات بھی دخیل ہیں۔ جن دنوں میں یہاں نظر بند رہا۔ میرے مشاہدے میں آیا۔ کہ واقعی اس جیل کی فضا سیاسی قید و بند کے لئے مسموم ہے۔ یہاں عادی قسم کے مجرمین رکھے جاتے ہیں۔ جو طویل المیعاد سزاؤں کی وجہ سے قواعد سے بالا رہتے ہیں۔ اور اپنے گھناؤنے اشغال کو جیل میں بھی جاری رکھتے ہیں۔

منٹگمری کے سلسلہ میں جب تحقیق و تجسس کا دور شروع ہوا تو یہ عقدہ کھلا کہ منٹگمری کا لفظ ہماری تاریخ کی عکاسی کر رہا ہے۔ اس نام کے لوگوں کے ساتھ جو واقعات منسوب ہیں' ان میں اسلام دشمنی اور خون آشامی کے واقعات نمایاں طور پر شامل ہیں۔ انگریزی عہد کی تاریخ میں پہلا

شخص سرہنری کننگھم برٹ منٹگمری ہے۔ جس کے صاحبزادے☆ ایچ۔ سی برٹ منٹگمری نے ۱۷۹۹ء میں ٹیپو شہید کے خلاف تلوار اٹھائی اور اسلام کے اس عظیم مجاہد سے نبرد آزما ہوا۔ جو احیائے اسلام کے لئے جہاد کرتے ہوئے جہام شہادت نوش فرما گئے۔ اس معرکہ میں مسٹر منٹگمری نے جو ہتھکنڈے استعمال کئے وہ تاریخ میں ہمیشہ نفرت و حقارت کا موجب رہیں گے۔

تیسرا شخص رابرٹ منٹگمری ہے جو پنجاب میں مختلف عہدوں پر فائز رہا۔ جس کے متعلق چیف کمشنر پنجاب ۱۸۵۸ء میں تحریر کرتے ہیں کہ مسٹر رابرٹ منٹگمری نے پنجاب کی انتظامیہ میں قابل ذکر خدمات انجام دیں ہیں۔ انہوں نے کمشنر لاہور رکن سابق بورڈ اور جوڈیشنل کمشنر کے طور پر کارکردگی کا اعلیٰ مظاہرہ کیا ہے۔ یہ شخص ۱۸۵۷ء میں جوڈیشنل کمشنر کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ جہاں اس نے جنگ آزادی کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ اور اس تحریک کی ناکامی کے لئے اپنی مساعی بروئے کار لایا۔ یہی شخص بعد ازاں پنجاب میں لفٹیننٹ گورنر مامور ہوا۔ اس کے نام پر ساہیوال کو منٹگمری کا نام دے کر ضلع مرکز قائم کیا گیا۔ اس شخص نے ۱۸۵۷ء کے حوادث کی جو رپورٹ ترتیب دی ہے وہ بقول اعداء غدر ریکارڈ رپورٹ مطبوعہ ۱۹۱۱ء میں مندرج ہے۔ جس کا آغاز اس طرح کیا گیا ہے :

منجانب آر منٹگمری جوڈیشنل کمشنر پنجاب بخدمت آر ٹمپل، سیکرٹری چیف کمشنر پنجاب نمبر ۱۴۹ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۸۵۷ء۔ میں چیف کمشنر صاحب کی خدمت میں ان اقدامات کی روئداد پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں جو نازک ترین حالات میں تدارک کے لئے اختیار کئے گئے۔ اس رپورٹ کی تدوین میں مسٹر ہنری پارکر اسسٹنٹ کمشنر لاہور میرے معاون رہے۔ سرجے لارنس چیف کمشنر پنجاب نے سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا کو ۲۵ مئی ۱۸۵۸ء کو پولیٹیکل رپورٹ ۳۲۲-۷۵ ارسال کی۔ جس میں مسٹر آر منٹگمری کے متعلق تحریر کیا :

☆معاصر عزیز طاہر میں شاید کتابت کی غلطی کی وجہ سے یوں شائع ہوا ہے۔ ورنہ ایچ سی برٹ منٹگمری سرہنری کننگھم برٹ کا والد تھا۔ (اشرف قدسی)

"انتظامیہ کے فوجی اور سول حکام میں سب سے پہلے مسٹر آر منٹگمری کی غیر معمولی صلاحیتوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ انہیں پورا ذہنی سکون حاصل رہا اور حوادث کے تاریک ایام میں رابرٹ منٹگمری کی موجودگی کامیابی کا موجب سمجھی جاتی تھی۔"

گوگیرہ میں جو واقعات رونما ہوئے اور مجاہدین آزادی نے برطانوی استعمار کو جس بری طرح پامال کیا اس کی روئداد انگریز حکمرانوں کی زبانی مطالعہ فرمائیں۔ روئداد کے مطالعہ کے وقت یہ ملحوظ رہے کہ حکمران اس قسم کے واقعات کی ترتیب میں ہمیشہ مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ اپنی بریت اور مخالف فریق کو مجرم گردانتے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا جاتا۔ اور تصادم کے نتائج میں مخالف کے نقصان کو شمار میں نہیں لایا جاتا۔ واقعات یہی ہیں کہ مجاہدین نے نظم و نسق معطل کر دیا اور سامراجی حاکمیت مفلوج ہو گئی۔ چیف کمشنر سر جے لارنس کے قول کے مطابق "بغاوت اس وقت تک فرو نہیں ہو سکی جب تک دہلی کا سقوط نہیں ہوا۔" اگر دہلی میں حریت پسند برطانوی عزائم کو ناکام کر دیتے تو باقی اکناف ملک آزادی سے ہمکنار تھا۔ یہاں ملوکیت موت کے منہ میں تھی جسے دہلی میں حریت پسندوں کی ناکامی نے زندہ کر دیا۔ گوگیرہ کی جنگ آزادی کو اس طرح پیش کیا گیا ہے۔ مسٹر آر منٹگمری تحریر فرماتے ہیں۔

۲۶ اگست کو قیدیوں کی جانب سے جیل توڑنے کی کوشش کی گئی۔ جس میں مسٹر برکلے اسسٹنٹ کمشنر کو اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ قیدیوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ جس میں ۵۱ قیدی مارے گئے۔ (برکلے کے ساتھی تھوڑے اور مارے جانے والوں کی تعداد ۵۱ تھی' حسن بیان یہی ہے) اور متعدد قیدی فرار ہوگئے۔ احمد خان کھرل بھی ان دنوں جیل میں تھے جو اس علاقہ میں تحریک کے قائد تھے۔ ایک روایت کے مطابق احمد خاں کھرل اسی مقابلہ میں قیدیوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ جیل سے نکل گئے تھے اور مسٹر برکلے کی ساری قوت نابود ہو گئی۔ مسٹر رابرٹ منٹگمری رپورٹ نمبر ۷۲ میں لکھتے ہیں:۔

"گیارہ ستمبر ۱۸۵۷ء کو یہ اطلاع ملی کہ گوگیرہ میں طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے جس میں کھرل اور

بارہ قبیلوں کے لوگ شامل ہیں۔ چیف کمشنر نے اطلاع پاتے ہی چھ گھنٹے میں گورہ اور سکھ فوجیوں کے دستے گوگیرہ روانہ کر دیئے۔ جن میں توپچی بھی شامل تھے۔ یہ فوج تین دن میں ۸۳ میل مسافت طے کرنے کے بعد گوگیرہ پہنچی۔ اس عرصہ میں دوسرے قبائل کے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے۔ جنہوں نے حمل و نقل اور رسل و رسائل کے تمام وسائل منقطع کر دیئے تھے۔ سرجے لارنس چیف کمشنر پنجاب اپنی پولٹیکل رپورٹ ۳۲۲-۷۵ میں گورنمنٹ آف انڈیا کو تحریر کرتے ہیں۔ دوسرا ہنگامہ گوگیرہ میں پیدا ہوا۔ جو راوی اور ستلج کے درمیان' لاہور کے جنوب میں واقع ہے۔ ۱۶ ستمبر کو محکمہ ڈاک کا اہلکار (آنسوؤں بھری آنکھوں کے ساتھ آیا۔ اس نے بتایا کہ ملتان اور لاہور کے درمیانی علاقہ کے تمام دیہاتی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ بغاوت کرنے والوں کی تعداد ۱۲۵۰۰۰ ہے' (ملحوظ رہے کہ ان دنوں ضلع کی تمام آبادی ساڑھے تین لاکھ کے قریب تھی) تین گھنٹے کے وقفہ سے ایک یورپین کمپنی' توپ خانہ اور دو صد سکھ فوجی روانہ کر دیئے گئے۔ باغی ہتھیاروں سے مسلح تھے جو پولیس سے چھینے گئے تھے۔ یا ملحقہ ریاست بہاول پور سے لائے گئے تھے۔ یہ بغاوت بیس دن کی جدوجہد کے بعد فرو ہوئی۔ جس میں ہمارا تھوڑا نقصان ہوا۔ اس مہم کے لئے یہاں ۱۵۰۰ ٹرپس جمع کئے گئے۔ اگرچہ اس وقت امن و امان ہو چکا ہے تاہم بغاوت کے اسباب کی تحقیقات ضروری ہے۔ یہ ملحوظ رہے کہ جس وقت تک دہلی فتح نہیں ہوئی۔ اس وقت تک بغاوت پر قابو نہیں پایا جا سکا۔"

یہ واقعات پوری تفصیل کے ساتھ تاریخی صفحات پر موجود ہیں کہ مجاہدین نے کس جواں ہمتی سے انگریزی استعمار کو کچلا۔ انہی حریت افروز واقعات کا رد عمل تھا کہ انگریز نے اپنے اقتدار کے مفاد میں از سر نو ضلعی مرکز کی بحالی کا منصوبہ ترک کر دیا اور اس مرکز کو گوگیرہ سے ساہیول لے آئے۔ جہاں اسے رابرٹ منٹگمری کے نام پر منٹگمری کا نیا نام دیا گیا۔

منٹگمری کے لوگ آزادی کے نئے دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور حیات افروز فضاؤں میں سانس لے رہے ہیں وہ اپنے عظیم القدر مجاہدین آزادی کی خدمات کے اعتراف کے طور پر جبرو تشدد اور مظالم کی نسبت کو ترک کرنا چاہتے ہیں۔ جسے ضلع میں ایک تحریک کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے

اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ کونسل منٹگمری کی قرار داد بھی تحریک کا ایک حصہ ہے (یہ قرار داد اس شمارے میں شامل ہے)۔ (بہ شکریہ طاہر ساہیوال)

ہدیہ تبریک

قرار داد ڈسٹرکٹ کونسل۔ نمبر ۱۶۷ جو اجلاس عام میں مورخہ ۶ دسمبر کو منظور کی گئی جسے میاں عبدالحق ستارہ قائد اعظم۔ ایم۔ این۔ اے وائس چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل نے پیش کیا۔

ڈسٹرکٹ کونسل کا یہ اجلاس ساہیوال کے تاریخی نام کی واپسی پر دلی مسرت کا اظہار کرتا ہے اور مغربی پاکستان کے گورنر پنجاب جناب محمد موسیٰ صاحب ایچ۔ پی۔ کے۔ ایچ۔ جے۔ ایچ۔ کیو۔ اے۔ ایم۔ بی۔ ای کاشکر گزار ہے۔ جنہوں نے مستحسن اقدام سے عوام کی خواہشات کی تکمیل فرمائی۔

یہ اجلاس وزیر بنیادی جمہوریت میاں محمد یاسین خان وٹو اور کمشنر صاحب ملتان ڈویژن جناب سید حماد رضا کی خدمات کا معترف ہے۔ جن کی سرپرستی سے یہ تحریک خوش اسلوبی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچی۔

یہ اجلاس تحریک کے مربوط آغاز اور مختلف مراحل میں اس کی کامیابی کے لئے چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل جناب مظفر قادر سی۔ ایس۔ پی۔ کی مساعی اور قرار داد کے محرک جناب مفتی ضیاء الحسن کی کوشش کو استحسان کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جنہوں نے تحریک کی کامیابی اور تمام حلقوں میں پذیرائی کے لئے مؤثر اقدامات کئے۔ جن سے انہیں ساہیوال میں تاریخی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔

یہ اجلاس ڈسٹرکٹ کونسل کے تمام ارکان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ جنہیں قرار داد کی تائید سے شہرت دوام حاصل ہو گئی ہے اور ہاؤس کے وقار میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ جس نے ایک مفید اور تاریخی تحریک سے لاکھوں عوام کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے۔ کہ مزکورہ بالا تجویز کی نقول اصل قرار داد کے ساتھ جناب محمد

موسیٰ صاحب گورنر مغربی پاکستان اور متعلقہ حضرات کی خدمت میں روانہ کی جائیں۔ اور قرار داد کو ڈسٹرکٹ کونسل ہال میں آویزاں کر دیا جائے۔

راقم الحروف کے بھائی مفتی ضیاء الحسن مرحوم کو جناب مولانا محمد طیب صاحب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند کی طرف سے ٦٦-١٢-٨ کو جو چھٹی ساہیوال نام کی واپسی پر موصول ہوئی تھی۔ اس کا متن مندرجہ ذیل ہے، جس سے ان کے احساسات کا پتہ چلتا ہے :

محترم المقام زید مجد کم

مجھے یہ خبر سن کر بے حد مسرت ہوئی کہ آپ کی تحریک کامیابی کے مراحل میں داخل ہوئی اور منٹگمری کو اس کا صحیح نام ساہیوال واپس مل گیا۔

اگرچہ بظاہر یہ نام کی تبدیلی ہے۔ لیکن اس کے مضمرات دور رس نتائج کے حامل ہیں۔ جس سے ذہنی ارتقاء حاصل ہوتا ہے۔ میری دعا ہے۔ کہ خداوند جل مجدہ' مسلمانوں کو ہر قسم کے انگریزی اثر و نفوذ سے محفوظ رکھیں۔

احقر محمد طیب غفرلہ (دیو بند)

ایک یادگار تصویر

ایک موقع پر مفتی ضیاء الحسن مرحوم بیان فرما رہے ہیں۔ جبکہ کرسیوں پر سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم۔ شیخ نثار احمد صاحب ایڈووکیٹ مرحوم (جسٹس شیخ اعجاز نثار۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے والد) اور رانا عبدالحمید خان مرحوم سابق مرکزی وزیر نمایاں ہیں۔

Mian S.A.Naeem (Advocate)
Lahore High Court - Lahore